خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع استقبالیہ لاس اینجلیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے اس تقریب کو رونق بخشی۔

میں ان تمام معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کو سراہا۔ اور میں ان تمام مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خیر سگالی کے طور پر مجھے تحائف دیئے۔ بالخصوص اس شہر کی چابی دینے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا اس تقریب میں شامل ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ اس **اسلامی اور مذہبی** تنظیم کے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندازِ فکر و عمل میں بردباری پائی جاتی ہے۔ اور آپ کے اندر اسلام کو جاننے کی شدید خواہش موجود ہے۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں ایک ایسے اہم مسئلہ کی طرف آتا ہوں جس کو آج کی دنیا کے تناظر میں سمجھنا اور اس کے متعلق بات چیت کرنا اشد ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں مغرب اور غیر مسلموں میں اسلام کے متعلق پائے جانیوالے خوف و ہراس کی وجوہات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس خوف و ہراس کے پیچھے بعض نام نہاد مسلمانوں یا بعض نام نہاد مسلمان گروہوں کے اعمال بھی ہیں۔ لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کے ان دہشت گردانہ اور شدت پسندانہ اعمال کا اسلام کی تعلیمات کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کا بنیادی مطلب 'امن'، 'سکون' اور 'ہر قسم کے شر اور برائی سے بچانا' ہے۔ درحقیقت قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ یہی وہ تعلیم ہے جو خدا تعالیٰ کے ہر نبی نے دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'اسلام' مسلمانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اسکی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ ان تعلیمات میں سب سے بنیادی تعلیم یہی ہے کہ مسلمان صرف حقوق اللہ ہی ادا نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی لازمی ادا کریں۔ یہ بھی اتنا ہی اہم ہے۔

قرآن کریم نے گزشتہ انبیاء کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام نے ہر دو حقوق یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بنی نوع انسان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ تمام مذاہب کی طرف سے بنی نوع انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تحریض کرنے پر ان کی تعریف بیان فرما رہا ہو اور دوسری طرف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ عظیم الشان کتاب نازل کی گئی کو حکم دے رہا ہو کہ دنیا میں امن اور سکون قائم نہ کیا جائے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمانوں کو دنیا کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا جاتا؟ --- یقیناً کوئی عقلمند شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حقیقی عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اسلام کو سنی سنائی باتوں پر غلط مفروضے قائم کرتے ہوئے تعصب کی نگاہ سے نہ جانچا جائے بلکہ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اسلام اور اس کے بانی پر تنقید کرنے سے پہلے اس مذہب کا غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرے اور اس کی تعلیمات کو سمجھنے کی اہلیت پیدا کرے۔ کسی بھی مسئلہ کے متعلق درست فیصلہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کوئی شخص اس کے متعلق گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرے اور سچائی کو جاننے کیلئے محنت کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:** کسی بھی عقیدہ کی سچائی یا اصلیت کو اس کے ماننے والوں اور اس کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والوں کے ذریعہ جانچا جا سکتا ہے۔ آج کے دور میں احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیمات کو ماننے اور اس کو پھیلانے کی دعویدار ہے۔

یہ سن کر آپ کے ذہن میں سوال اُٹھے گا کہ احمدی مسلمان کیونکر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہی اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ ہیں جبکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اور مسلمانوں کے مذہبی علماء احمدیوں کو مسلمان مانتے ہی نہیں؟

اس سوال کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ قرآن کریم نے واضح طور پر بتلا دیا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اس کا دہشت گردی اور شدت پسندی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی کہ تمام گزشتہ مذاہب کی طرح اسلام پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان تباہ حال ہو جائیں گے۔ مسلمان علماء غلط عقائد اور نظریات پھیلائیں گے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی اور اختلافات کی کثرت ہو جائے گی۔ قرآن کریم اپنی اصل صورت میں موجود ہوگا لیکن اس کی غلط تاویلیں اور تفسیریں کی جائیں گی جو مسلمانوں کو اس کی حقیقی تعلیمات سے دور لے جائیں گی۔ حضور انور **ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پیش گوئی کے مطابق جب حالات اتنے زیادہ خراب ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور امام مہدی کی صورت میں ایک شخص کو بھیجے گا جو اسلام کی تجدید کرے گا۔ وہ قرآن کے حقیقی معانی سے آگاہ کرے گا اور دنیا کے سامنے اسلام کا وہ حقیقی چہرہ رکھے گا جس پر چودہ سو سال قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین عمل پیرا تھے۔ مسیح موعود دنیا کو پیار محبت اور امن کے ساتھ مل جل کر رہنے کی طرف رہنمائی کرے گا۔ اور دنیا میں باہمی افہام و تفہیم اور صلح و آشتی کی روح پھونکے گا۔ مسیح موعود یہ سب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن اسوہ اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات کے مطابق کرے گا۔ مزید برآں مسیح موعود ہر قسم کی مذہب کے نام پر کی جانے والی جنگوں کو ختم کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنا تھا۔ ہمارا یقین ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی اور درخشاں تعلیمات کو دنیائے عالم میں پھیلانے کیلئے روشنی کی کرن بن کر آئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان چند تعارفی کلمات کے بعد اب میں اسلام کے پُرکشش اور پُرامن اوصاف کی چند مثالیں اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کسی بھی مخصوص مثال دینے سے پہلے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ شخص جس نے قرآنی تعلیمات پر ہر ممکن حد تک عمل کیا ہے وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے فرمایا تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کی تعلیمات ہی ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے تو اس پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نمایاں طور پر واضح ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وقت کی قید کی وجہ سے میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ قرآن کریم کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر پاؤں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اتنے کم وقت میں قرآن کریم کی تعلیمات کے کسی ایک پہلو کا احاطہ کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی میں اسلامی تعلیمات کے ایک پہلو کو مختصر طور پر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ افسوس ہے کہ یہ پہلو دورِ جدید میں غلط طور پر سمجھا گیا ہے جس نے مسلم دنیا میں ایک واضح خوف پیدا کر دیا ہے۔ میرا اشارہ دنیا میں قیامِ امن کیلئے قرآنِ کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی طرف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا اور اس کی پہلی سورۃ کی پہلی آیت میں امن کا پیغام دیا گیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن یعنی تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس آیت کا مطلب ہے کہ خدا جس کی عبادت مسلمان کرتے ہیں وہ واحد خدا ہے جو بلا کسی امتیاز کے ہر ایک چیز کو سہارا دیتا ہے اور اس کو پالتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالفاظ دیگر وہی خدا عیسائیوں کا ہے، وہی خدا یہودیوں کا ہے، وہی خدا ہندوؤں کا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہی خدا ان لوگوں کو بھی پالتا ہے جو اس کی موجودگی پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ جب بھی میں اس خاص نقطہ پر غور کرتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرا اُس ایک خدا پر یقین ہے جو ساری قوموں، نسلوں اور مذاہب کا رب ہے۔ اس وجہ سے میرے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ میں کسی قوم، نسل یا مذہب کیلئے اپنے دل میں نفرت پیدا کر پاؤں۔ اسی تناظر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میری تمام تر ہمدردیاں اور دعائیں بوسٹن میں ہونے والے حالیہ حملہ کے شکار لوگوں کے ساتھ ہیں۔ ہم اس حملہ کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک مسلمان کو اس کے خدا کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ پانچ وقت نمازیں ادا کرے اور نماز کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی پہلی سورۃ '**سورۃ الفاتحہ**' کی تلاوت کرے۔ اس طرح ہر مسلمان کیلئے کم از کم روزانہ بتیس مرتبہ اس دعا کا کہ "**وہ تمام جہانوں کا رب ہے**" اعادہ کرنا ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا:** تمام دنیا اسی خدا کی مخلوق ہے اور وہ اپنی مخلوق سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔ ہمارا '**وہ تمام جہانوں کا رب ہے**' کو پڑھنے اور پھر اس دعا کا دن بھر بار بار اعادہ کرنے کی یہی وجہ ہے کہ ہمیں تمام قوموں اور لوگوں کی خوبصورتی کا احساس ہو اور اس خوبصورتی کو تسلیم کرنے والے بنیں کیونکہ یہ سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ جب کسی چیز کی خوبی اور خوبصورتی کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کیلئے اپنے دل میں نفرت یا حقارت رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کیلئے پیار اور محبت ہی چھلکتا ہے۔

اگر اس نقطہ کو سمجھ لیا جائے تو پھر کسی بھی سچے مسلمان کے دل میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ دشمنی، نفرت یا بغض رکھے۔ اسی لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں خدا تعالیٰ کے الفاظ کی کمال بصیرت حاصل تھی الحمد للہ کا ورد نہ صرف فرض نماز میں کرتے بلکہ ان گنت نفل نمازوں میں بھی کرتے۔

ہر ایک شخص سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب کیلئے محبت سے بھرا ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہر قسم کے بغض یا نفرت سے پاک تھا۔ آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق کیلئے محبت تھی بالخصوص بنی نوع انسان کیلئے کیونکہ بنی نوع انسان خدا تعالیٰ کی اشرف المخلوقات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

انسانوں کو اچھے برے میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے۔ اسی لئے اچھائی کیلئے اجر اور برائی کیلئے سزا

مقرر کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں لوگوں کیلئے بے انتہا محبت رکھی تھی اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی حالت دیکھ کر شدید دکھ اور غم ہوتا۔ آپ کو اس امر کی شدید پریشانی ہوتی کہ کہیں ایسے لوگ جو اپنے غلط اعمال کی وجہ سے شدید خطرہ میں مبتلا ہیں ان پر خدا تعالیٰ کا عذاب نہ نازل ہو جائے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم راتوں پر راتیں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے گزار دیتے کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کو بھول چکے ہیں انہیں سیدھا راستہ نصیب ہو جائے۔ وہ اس بوجھ کو اتنی شدت کیساتھ محسوس کرتے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ شاید رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کیلئے اپنے غم کی کیفیت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس وجہ سے بے انتہا غمگین رہتے اور آپ کی دلی خواہش تھی کہ انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ بہت بڑی ناانصافی ہے کہ آج کے دور میں بہت سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کردار کو یہ کہتے ہوئے داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و ستم اور ناانصافی کی تعلیمات دیں۔ آج جب ہم بطور احمدیہ مسلم جماعت دنیا میں 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' کا نعرہ جو کہ دنیا میں امن کے قیام کا ایک ذریعہ ہے بلند کرتے ہیں تو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ہی ایسا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں انسانیت کی خدمت کرنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی اس قدر شدید خواہش تھی کہ آپ ساری زندگی اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہے۔ حتیٰ کہ نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی جو کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اور انتہائی مشکل کام تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی بھی شخص خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم آپ کو انسانیت کی خدمت کیلئے بلائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لازماً اس انسانیت کی خدمت کرنے کی کوشش میں شامل ہوں گے۔ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا کہ اگر کوئی ضرورتمند شخص یا معاشرہ کے محروم طبقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص مدد مانگنے کیلئے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی مذہب کی تفریق کئے اس کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے۔ بحیثیت بانی اسلام اور نبی اللہ ہونے کے آپ کا رتبہ انتہائی بلند تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ غیر مسلموں کے ساتھ مل کر اس نیک مقصد پر کام کرنے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض افراد کے ذہن میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل انسانیت کی محبت سے معمور تھا تو کیونکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جنگ و جدل کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر بعض جنگوں میں حصہ لیا اور کیونکر بعض فوجیں تیار کر کے لشکر کشی کے لئے روانہ کیں؟

اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ نظریہ درست ہے کہ جنگ کسی بھی صورت میں نہ کی جائے اور ہر حال میں ہی نرم رویہ اختیار کیا جائے؟ یا پھر بعض انتہائی ناگزیر حالات میں جنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ اور اگر بعض حالات میں جنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے تو وہ کونسے ایسے حالات ہیں جن میں جنگ جائز ہو جاتی ہے اور پھر جنگ کس حد تک جائز ہے؟ اسلام ہمیں اس بارے میں کیا بتاتا ہے؟

جیسا کہ میں نے پہلے بھی واضح کیا ہے جب ایک مسلمان تمام جہانوں کے رب کی مدح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حسن اس کے سامنے آجاتا ہے اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کی بھی مدح کرتا ہے اور اسکی طرف کھچا جاتا ہے۔ جب انسان اس حسن کا ادراک حاصل کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں مخلوق کے لئے کسی بھی قسم کی بری سوچ یا نقصان پہنچانے کا خیال نہیں رہ سکتا۔

تاہم ایسے لوگ بھی ہیں جو اس تعلیم پر عمل نہیں کرتے، ایسے لوگ اپنے اردگرد کے معاشرے اور پھر تمام دنیا میں فساد پھیلانے کے درپے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے اسلام نے بڑی واضح اور تفصیلی رہنمائی فرمائی ہے تا کہ عالمی امن اور ہم آہنگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے؛

''اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھوں بچانے کا سامان نہ کیا جاتا تو زمین ضرور فساد سے بھر جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر بہت فضل کرنے والا ہے۔'' (البقرہ:252)

اگر ہم اس آیتِ کریمہ کے معنی پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بلاشبہ امن کا قیام سب سے اہم ترین مقصد ہے اور اسی وجہ سے قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں امن کی کشش رکھی ہوئی ہے۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات انسان اپنی فطرتی صلاحیتوں یا فطرتی ترجیحات کے برخلاف عمل کرتا ہے۔ انسان کی لالچ، حسد، خودغرضی اور نفرت کے جذبات اس پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اسے اس حد تک مجبور کر دیتے ہیں کہ دوسروں کے حقوق کا اسے بالکل خیال نہیں رہتا۔ نتیجتاً معاشرے میں بدامنی پھیلتی ہے اور پھر یہی بدامنی سارے ملک اور وسیع دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ ایسے لوگ امن کی راہ سے بہت دور ہٹے ہوئے ہیں۔ معاشرہ جس آزادی کو پسند کرتا ہے، اس آزادی کو پامال کرنے کی خواہش ان کا اولین مقصد بن جاتا ہے۔ یہ لوگ پھر جبر کرتے ہوئے اور طاقت کا استعمال کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق جیسا کہ آزادیٔ ضمیر اور سوچ کی آزادی پر پابندیاں لگاتے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ مذہبی آزادی پر بھی حملہ کرتے ہیں اور یہ آزادی بھی لوگوں سے چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب اسلام کے ابتدائی دور میں ان حالات کا سامنا کرنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ طاقت کا مقابلہ طاقت سے کریں۔ یہ اجازت صرف اس مقصد کے لئے دی گئی کہ فساد ختم ہو، اس وجہ سے اس کی اجازت دی گئی کہ ظلم و سفاکی کا خاتمہ ہو اور امن اور ہم آہنگی کا دور دورہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تمام جہانوں کے لئے رحمت اور فضل نازل کرتا ہے، خدا کسی ایک قوم یا علاقہ کو ترجیح نہیں دیتا۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ امن صرف چند ایک افراد کے لئے ہو بلکہ وہ ساری دنیا کو امن، پیار اور ہم آہنگی کا گہوارا بنتے دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسکی تمام مخلوق برابر اور مساوی ہے۔

اگر خدا نے ایک شخص کو کشادگی دی ہے تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہو جاتا کہ وہ ایک غریب شخص کے حقوق پامال کرے۔ اسی طرح اگر ایک ملک طاقتور اور امیر ہو جاتا ہے تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ غریب ممالک کے حقوق سلب کرے۔ خدا تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ایسے مظالم صرف تفریق اور جھگڑوں کا باعث بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کی نظر میں امن اور اسکا قیام ایک عظیم اور اہم ترین مقصد ہے۔ اگر کبھی کبھار آپ کو کسی چھوٹے پیمانے پر (امن کی) قربانی دینی پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ قربانی پھر انسانیت کے وسیع تر مفاد میں ہوتی ہے۔

جب اسلام میں پہلی مرتبہ دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دی گئی تو اس کی بھی یہی وجہ تھی کہ مسلمان حقیقی امن چاہتے ہیں اور کفار اس امن کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اگر اس موقع پر جوابی لڑائی کی اجازت نہ دی جاتی تو تمام مذاہب انتہائی خطرہ میں پڑ جاتے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے؛

''اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بِھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔'' (الحج:41-40)

لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے امن کے قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اسی طرح تمام مذاہب کی حفاظت کرنے کے لئے بھی اسلام تمام ذرائع بروئے کار لایا۔ یہاں تک کہ جہاں مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی وہاں پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان لشکروں کو انتہائی سخت احکامات صادر فرمائے جن پر عمل کرنا ان پر واجب تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ جنگ میں صرف ان لوگوں سے لڑنا ہے جو کہ جنگ میں براہِ راست شامل ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح حکم دیا کہ کسی بھی معصوم شخص پر ہرگز حملہ نہ کیا جائے۔ نہ ہی کسی عورت، بچے اور معمر شخص پر حملہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ کسی بھی مذہبی رہنما یا پادری کو اسکی عبادت گاہ میں نشانہ نہ بنایا جائے۔ مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ کسی بھی شخص کو جبری مسلمان نہ بنایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ اگر مسلمانوں کو امن کی خاطر جنگ کرنا پڑے تو عوام الناس میں خوف و ہراس نہ پیدا کریں اور نہ ہی عوام الناس پر سختی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ جنگی قیدیوں کو توجہ دی جائے اور انکا ایسا خیال رکھا جائے کہ جیسے انسان خود اپنا خیال رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ نہ کوئی عمارت گرائی جائے اور نہ ہی درخت کاٹے جائیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں حالات اس قدر سنگین ہو گئے کہ جنگ کرنا پڑی، ان حالات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بے شمار ایسی ہدایات دیں جن پر عمل ضروری تھا۔ میں نے صرف چند ایک کا ذکر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح انداز میں فرما دیا کہ جو کوئی بھی ان ہدایات پر عمل نہ کرے گا وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں امن قائم کرنے کی خاطر لڑنے والا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا شخص اپنے ذاتی مفادات کی خاطر لڑنے والا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دورِ حاضر میں جو لوگ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں انہیں دیکھنا چاہئے کہ کیا آجکل ہونے والی جنگوں میں ان تعلیمات پر عمل ہو رہا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آجکل ایسے ہولناک ہتھیار نکل آئے ہیں جن کے ذریعے بغیر کسی تفریق کے معصوم لوگ مارے جا رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بڑی سختی سے منع فرمایا تھا کہ عوام الناس کو کسی بھی طور کوئی نقصان نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ ایک جنگ کے موقع پر کسی صحابیؓ سے غلطی سے ایک بچے کا قتل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو انتہائی برا منایا اور اس عمل پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

ایک اور واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی کس قدر عزت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک جنازہ گزر رہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تکریم میں کھڑے ہو گئے۔ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کی کہ یہ جنازہ تو ایک یہودی کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا، کیا وہ انسان نہیں؟ تمام انسانوں کا احترام لازم ہے۔

یہ وہ خصوصیات ہیں اور وہ اقدار ہیں جو کہ معاشرے میں باہمی احترام اور امن پیدا کرنے میں مد ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس حقیقت کے باوجود کہ اسلامی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات انسانیت کی محبت سے بھرپور ہیں اور ہر تعلیم معاشرہ میں قیامِ امن کے گرد گھومتی ہے، آج کی دنیا پہلے سے بھی بڑھ کر اسلام اور بانیٔ اسلام پر حملے کر رہی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کی دنیا اس بات کا ادراک نہیں رکھتی کہ اردگرد دنیا میں کیا چل رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے چند انتہا پسند افراد کی جانب سے کئے جانے والے بُرے اعمال کا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اگر مسلمان ممالک میں عوام پر ظلم ہو رہا ہے اور عوام کے بنیادی حقوق سلب کئے جا رہے ہیں تو یہ بھی کلیۃً اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسی حرکتیں خدا تعالیٰ کی خاطر نہیں ہیں بلکہ ان کا مقصد ذاتی مفادات کا حصول ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے وقت کی عین ضرورت

ہے کہ اسلام کے بارے میں برے خیالات رکھنے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کی بجائے وہ تمام افراد جو امن قائم کرنے کے خواہاں ہیں باہم اکٹھے سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس بات پر غور کریں کہ یہ غیر منصفانہ اور ظالمانہ طریق کس طرح روکے جائیں؟

اسلام کو بدنام کرنا اور زیادتی کرتے ہوئے الزام لگانا ٹھیک طریق نہیں ہے۔ مسلمان ممالک اور بعض مسلمان گروپس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے غیر مسلم افراد ہیں جو کہ امن قائم کرنے کے نام پر ایسے اقدامات کر رہے ہیں جن کی وجہ سے معصوم لوگ، خواتین اور بچے مر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا جس جہت میں جارہی ہے اس سے تو یہی لگ رہا ہے کہ دنیا کا ایک بڑا حصہ ہولناک جنگ کی لپیٹ میں آنے والا ہے۔ اگر یہ جنگ لگ گئی تو معصوم خواتین، بچے اور معمر افراد اس کا نشانہ بنیں گے اور اسکی تباہی گذشتہ دو عالمی جنگوں سے بھی بڑھ کر ہوگی اور مجھے علم ہے کہ گذشتہ دو عالمی جنگوں میں کروڑوں افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ دنیا کی آبادی اب بہت بڑھ چکی ہے اور اسی طرح تباہی پھیلانے والے ہتھیار بھی اور وہ ممالک بھی تعداد میں پہلے سے زیادہ بڑھ چکے ہیں جو جنگ و جدل کے پیاسے ہیں۔ ان حالات میں تباہی کئی گنا زیادہ ہو گی۔ اس تمام پس منظر میں ضروری ہے کہ یہ دنیا اور خاص طور پر اہم طاقتیں ان اقدامات پر غور کریں جن کے ذریعہ اس ہولناک تباہی سے دنیا کو بچایا جاسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کا خوف اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوششیں کچھ فائدہ نہ دیں گی اور ایسے اقدامات سے امن و مفاہمت کی راہ ہموار نہیں ہوسکتی۔ بلکہ امن حاصل کرنا ہے تو اس کی راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ جہاں کہیں بھی ظلم و زیادتی ہو اسے عدل و انصاف کے ذریعے ختم کیا جائے۔ عالمی امن صرف اور صرف اس طور پر قائم کیا جاسکتا ہے کہ اس رہنما اصول پر کاربند رہا جائے اور یہ صرف اسی وقت ہوگا کہ جب دنیا میں بسنے والے افراد اپنے خالق کو پہچان لیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کے آخر پر فرمایا: میری شدید خواہش اور دعا ہے کہ قبل اس سے کہ بہت دیر ہوجائے تمام دنیا فوری طور پر وقت کی ضرورت کو پہچان لے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل کرے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ جونہی حضور انور نے خطاب ختم فرمایا۔ ایک بار پھر تمام مہمان حضور انور کے اعزاز میں کھڑے ہوگئے اور کافی دیر تک ہال تالیوں کی آواز سے گونجتا رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے دوران بھی بعض ایسے مہمان جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے کے لئے بہت بیتاب تھے حضور انور کے پاس آتے رہے اور ملاقات اور گفتگو کی سعادت پاتے رہے۔